ماہنامہ
لاہور
نعت
"راوی" میں
حمد و نعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
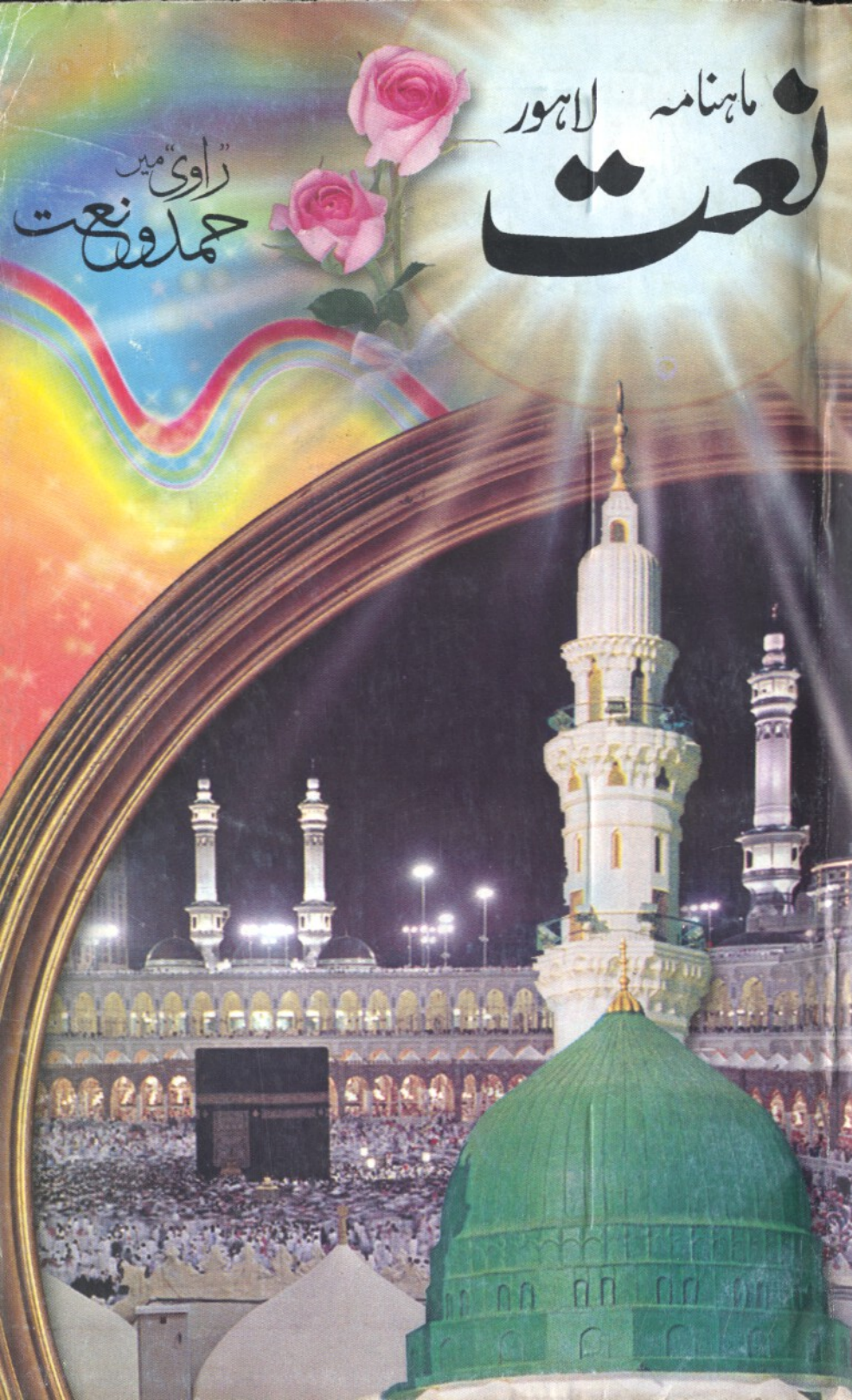
باقاعدہ اشاعت کا 18 واں سال

راجا غلام محمدؒ (صدر ادارہ ابطالِ باطل) کی یاد میں جاری جریدہ

ماہنامہ نعت لاہور

جلد 18 مارچ 2005 شمارہ 3

"راوی" میں حمد و نعت

مشیرِ خصوصی: ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ
سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان

ایڈیٹر: راجا رشید محمود
ڈپٹی ایڈیٹرز: شہناز کوثر۔ اظہر محمود
مینیجر: راجا اختر محمود

پبلشر: راجا رشید محمود
صدر ایوان نعت رجسٹرڈ

قیمت:
15 روپے (عام شمارہ)
60 روپے (خصوصی شمارہ)
200 روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے 100 ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر، جیم پرنٹرز، لاہور

کمپوزنگ/ڈیزائننگ: مدنی گرافکس فون: 7230001

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید بک بائنڈنگ ہاؤس، 38 اردو بازار لاہور

فون: 7463684

اظہر منزل، چوک گلی نمبر 5/10، نیو شالامار کالونی ملتان روڈ لاہور (پاکستان)
پوسٹ کوڈ: 54500

"راوی" میں

حمد و نعت

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

عظیم راوین اور راوینز کے جلیل القدر استاذ

خالقِ تخیلِ پاکستان

علامہ محمد اقبالؒ

کے نام

"راوی" میں حمد و نعت

پنجابی

انگریزی

نعت

اردو

پنجابی

☆☆☆☆☆

تقدیم

تعلیمی اداروں میں ادبی رسائل کی روایت کافی قدیم ہے۔ سکولوں، کالجوں اور جامعات سے شائع ہونے والی ادبی مجلّے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ رسائل جہاں طالب علموں کے رشحاتِ قلم طبع کرتے ہیں وہاں ان اداروں کے اساتذہ کرام کے ادبی و تحقیقی مقالات اور شاعری کے نمونے بھی چھاپتے ہیں۔ ان رسائل کے ذریعے مستقبل کے شعراء وادباء میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور انھیں اپنی سوچ کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ اِن میں سے کچھ سخن سرائی میں اور بعض انشاء پردازی میں نام پیدا کرتے ہیں۔ یہی مستقبل کے افسانہ نگار، ناول نویس، ڈرامہ نگار اور مزاحیہ قلمکار بنتے ہیں اور بعض آگے چل کر تحقیقی میدان میں اپنا لوہا منواتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر تعلیمی اداروں کے رسائل ادب کی نرسری کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان طالب علم قلمکاروں کے رشحاتِ قلم اُن کی ذہنی اُپج، مذہبی وسماجی رجحانات اور ادبی میلان کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔

جی۔سی برصغیر پاک و ہند میں قائم شدہ اداروں میں انفرادیت کا حامل ہے۔ اس ادارے نے گزشتہ ۱۴۰ برسوں میں ایسی تابندہ روایات قائم کی ہیں جن کی نظیر دوسرے تعلیمی اداروں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس ادارے نے ۱۸۶۴ء سے ۲۰۰۲ء تک گورنمنٹ کالج لاہور کی حیثیت سے پورے خطے کو علم ودانش سے منور کیا اور ۲۰۰۲ء سے جی۔سی یونیورسٹی کی حیثیت سے مثالی تعلیم کے لیے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر خالد آفتاب جیسی زیرک، فعال اور مہربان شخصیت کی قیادت میں یہ ادارہ دن دُگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ ان کی رہنمائی میں کئی نئے شعبے قائم کیے جا رہے ہیں اور اس کے نصاب کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا رہا ہے۔

''راوی''، جی۔سی۔یونیورسٹی کا ادبی رسالہ ہے جس کا مسلمہ مقام اور منفرد شناخت

ہے۔ ''راوی'' کا آغاز ۱۹۰۰ء میں گزٹ کے طور پر ہوا جو چھے برس بعد میگزین کی صورت اختیار کر گیا۔ اس مجلّے نے طلبہ و طالبات میں ادبی ذوق پیدا کرنے اور اُن کی تخلیقی صلاحیتوں کو جلا بخشنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس کی اکثر اشاعتیں ایسی ہیں کہ اگر انھیں فروخت کے لیے شائع کیا جاتا تو ان کی پزیرائی ایک ایسا ریکارڈ ہوتی جس کی نظیر ملنا مشکل ہوتی۔ اس میں لکھنے والوں نے جو ادبی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ کبھی فراموش نہیں کیے جاسکتے۔ گویا راوی ایک تعلیمی ادارے کا' میگزین بھی ہے اور ایک ادبی رسالہ بھی۔ پہلے راوی صرف انگریزی زبان میں شائع ہوتا تھا۔ راوی کے دستیاب شماروں میں اکتوبر ۱۹۱۱ء میں شائع ہونے والا پہلا شمارہ ہے جسکے اوراق میں اُردو کو جگہ ملی۔ ۱۹۸۰ء تک راوی ماہنامہ کے طور پر شائع ہوتا رہا۔ اور اس کے بعد سال میں ایک شمارہ شائع ہوتا ہے جو خاصا ضخیم ہوتا ہے۔ اب یہ لسانی مجلّہ ہے جو اُردو اور انگریزی حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

راوی میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے والی منظوم و منثور تحریریں اس قدر ادبی اہمیت رکھتی ہیں کہ ان کو ۱۹۸۹ء میں الگ الگ کتابی شکل میں مرتب کرنے کا اہتمام کیا گیا اور درج ذیل کتابیں طبع ہوئیں:

راوی: افسانے مرتبہ پروفیسر صابر لودھی' یونیورسل بکس اُردو بازار لاہور' اپریل ۱۹۸۹ء

راوی: ڈرامے مرتبہ پروفیسر حق نواز' پولیمر پبلی کیشنز' اُردو بازار لاہور' مئی ۱۹۸۹ء

راوی: غزلیات مرتبہ پروفیسر اسرار احمد' پولیمر پبلیکیشنز' اُردو بازار لاہور' جون ۱۹۸۹ء

اقبالیاتِ راوی: مرتبہ ڈاکٹر صدیق جاوید' الفیصل ناشران و تاجران کتب' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار لاہور' جولائی ۱۹۸۹ء

راوی: کالج نامہ مرتبین ڈاکٹر نیر صمدانی' ہارون قادر' عارف ثاقب' پولیمر پبلیکیشنز' اُردو بازار لاہور' ستمبر ۱۹۸۹ء

راوی: فارسی ادبیات مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی' پولیمر پبلی کیشنز' اُردو بازار لاہور' نومبر ۱۹۸۹ء

راوی: طنز و مزاح مرتبہ ڈاکٹر محمد اجمل نیازی' پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز۔ ۲۵ لوئر مال لاہور' دسمبر ۱۹۸۹ء

راوی رنگ (شاعری) مرتبہ محمد عباس نجمی' پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز۔ ۲۵ لوئر مال لاہور' دسمبر ۱۹۸۹ء

۱۹۸۷ء میں شعبۂ اُردو گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم۔ اے کی سطح پر مندرجہ ذیل دو مقالات ''راوی'' سے متعلق لکھے گئے۔

1- توضیحی اشاریہ رسالہ ''راوی'' (قیامِ پاکستان تک)

مقالہ نگار بدر منیر الدین نے اشاریہ میں ۱۹۱۱ء سے ۱۹۴۷ء تک کے رسالوں کا احاطہ کیا ہے۔

2- رسالہ ''راوی'' کا توضیحی اشاریہ (قیام پاکستان تاحال)

مقالہ نگار: خواجہ خورشید احمد۔ یہ مقالہ دسمبر ۱۹۴۷ء سے نومبر ۱۹۸۶ء تک کے مندرجات پر مشتمل اشاریہ ہے۔

دونوں اشاریے مصنف اور موضوع کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔
''راوی'' سے متعلق مذکورہ کام کا جائزہ لینے کے بعد راقم الحروف نے ایک تشنگی محسوس کی' کہ اس ادبی مجلّے میں طبع ہونے والا حمدیہ و نعتیہ ادب ابھی تک یکجا نہیں کیا گیا۔ لہٰذا راقم نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کے فضل و کرم سے اس کام کی نہ صرف تکمیل ہوگئی بلکہ اس کی طباعت کا بھی بندوبست ہوگیا۔ میرے دیرینہ رفیق نامور محقق اور نعت گو شاعر راجا رشید محمود نے انتہائی مختصر عرصے میں اس کی طباعت کا اہتمام فرمایا' اللہ تعالیٰ انھیں تا

زیست خوش رکھے۔ میرے شاگردِ عزیز ممتاز احمد روبی نے راوی کے شماروں میں سے حمدیں اور نعتیں جمع کرنے میں میری معاونت کی' اللہ تعالیٰ اُس کو زندگی کے ہر موڑ پر کامیابی سے ہمکنار کرے۔ محترم عبدالوحید چیف لائبریرین جی۔سی۔ یونیورسٹی کے تعاون پر اُن کا شکریہ ادا نہ کرنا ناانصافی ہے۔ اُن کا تعاون لائقِ تحسین ہے۔

''راوی میں حمد و نعت'' دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں حمدیں مرتب کی گئی ہیں جو اُردو' پنجابی اور انگریزی زبان میں ہیں۔ ان میں دو مشہور شعرا رابندر ناتھ ٹیگور اور فیض احمد فیض کی حمدیہ شاعری کے دوسری زبانوں میں تراجم بھی شامل ہیں۔ نعتیہ شاعری صرف اُردو اور پنجابی زبانوں میں ہے۔ یہ حمدیہ اور نعتیہ شاعری بعض اہم شعرا کے کلام پر مبنی ہے تاہم بعض غیر معروف شعراء کی حمدیں اور نعتیں بھی شامل ہیں۔ اس سارے کلام میں عقیدت' احترام اور اظہارِ محبت کی فراوانی نظر آتی ہے۔ اپنے خالق کی کبریائی کا ذکر' اُس کی اَن گنت نعمتوں کے لیے اظہارِ تشکر اور اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدحت سرائی اس سارے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ شاعروں نے بڑے دلکش انداز میں اپنے رب کریم کی ثناخوانی اور اپنے آقا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نعت گوئی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

راوی میں حمد و نعت کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ آئندہ تینوں حصوں میں ایک ایک حمد اور نعت ضرور ہونی چاہیے کیونکہ مسلمان ہمیشہ اپنے ہر کام کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدحت سے کرتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ مستقبل کے مدیران اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں گے۔

ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ

شعبۂ علومِ اسلامیہ۔ جی سی یونیورسٹی لاہور

حمد

اردو

حمد

تجھ سے جی لگتا ہے میرا، جانِ تنہائی ہے تو
میرے اندر کا جہاں ہے، دل کی گہرائی ہے تو

یہ زمیں یہ سبزہ و گل یہ فلک یہ مہر و ماہ
اے مصور سب کی روحِ نقش آرائی ہے تو

تو پرندوں کو فضا میں تھامتا ہے دمبدم
بال و پر کا زور، ہمت کی توانائی ہے تو

جھومتی شاخیں، مہکتے گل، چہکتے خوش نوا
ساری رونق تیرے دم سے، سب کی زیبائی ہے تو

تیرے دم سے چار سُو، نقش و نگارِ نو بہ نو
اور اِن کے درمیاں، احساس یکتائی ہے تو

کون ہے فرماں روائے بحر و بر تیرے سوا
خاک کی وسعت ہے تو، پانی کی پہنائی ہے تو

حکم سے تیرے ڈھلا کرتے ہیں گوہر زیر آب
تیرگی کی روشنی، ظلمت کی بینائی ہے تو

خورشید رضوی

''راوی'' ۲۰۰۴

حمد

اللہ تعالیٰ ہے جہانوں کا اجالا
ہر آن ہے روپ اس کا نیا اور نرالا

ہر موج نفس اس کی عنایات پہ شاہد
ہر رنگ سحر اس کی صداقت کا حوالہ

سیاروں پہ آثار نمو اس کے کرشمے
صحرا میں جھلک اس کی دکھائے گل لالہ

جنگل میں شجر اس کی توجہ سے ہرے ہیں
ہر نوع خلائق کا وہی پالنے والا

کرتا ہے مداوا وہ پریشانی دل کا
دیتا ہے وہی بیکس و بے بس کو سنبھالا

حق اس کے محامد کے بیاں کیسے ہوں تائب
وہ فہم سے برتر ہے وہ ادراک سے بالا

حفیظ تائب

''راوی''۔۱۹۹۹

حمد

اے خدا تو رب موجودات ہے
حمد لکھوں، میری کیا اوقات ہے

رات دن مجھ کو تری ہے جستجو
منزلِ مقصود تیری ذات ہے

دو جہاں محتاج تیرے لطف کے
تیری رحمت دافعِ آفات ہے

تیرے انعامات بے حد و حساب!
قابلِ تحمید، تیری ذات ہے

تو ہے جب دل سے کنیز سیدہ
اے نظافت پھر تری کیا بات ہے

طاہرہ کلثوم نظافت

''راوی''۔۱۹۹۶

حمد

حمد کب آدمی کے بس میں ہے
ایک حسرت نفس نفس میں ہے

فکر کیا سوچ کر ہے بال کشا
جس کی پرواز ہی قفس میں ہے

دو جہاں جس کے تابع فرماں
کب کسی کی وہ دسترس میں ہے

ہے بقا اُس کی شان کو شایاں
جلوہ فرما وہ پیش و پس میں ہے

اُس کی موجِ کرم سے ہی تائب
زیست کی لہر خار و خس میں ہے

حفیظ تائب

''راوی''۔۱۹۸۶

حمد

مرے خیالوں کو لفظوں میں تولتا ہے کون؟
جو تو نہیں تو بتا مجھ میں بولتا ہے کون؟

جواب بن کے جھلکتا ہے کون چہرے سے
مرے سوال کی گرہوں کو کھولتا ہے کون؟

کرن کی طرح اترتا ہے کون مجھ میں بتا
میں بحر ہوں تو مرا دل ٹٹولتا ہے کون؟

میں برگِ زرد، تو گل رت مگر مری خاطر
ہوائے درد چلے جب تو ڈولتا ہے کون؟

میں اپنے رنگوں کے بجھنے سے جب لرزتا ہوں
مرے وجود میں رنگ اپنا گھولتا ہے کون؟

عارف عبدالمتین

''راوی''۔۱۹۸۵

حمد

جمالِ مطلق و مسعود تو ہے
حمید و حامد و محمود تو ہے

تری حمد و ثنا کیسے بیاں ہو
میں ہوں محدود لا محدود تو ہے

تری جلوہ گری ہر سمت دیکھی
مرے مولا فقط مشہود تو ہے

مری ہستی جدا کیونکر ہو تجھ سے
کہ میں قاصد ہوں اور مقصود تو ہے

خسارہ ہی خسارہ ہے جہاں میں
زیاں ہوں میں سراسر سود تو ہے

نہ پایا تجھ سے افزوں تر کسی کو
حقیقت ہے کہ بس معبود تو ہے

تری خاطر میرے سجدے ہیں یا رب
میں ہوں ساجد مرا مسجود تو ہے

ڈاکٹر حامد خان حامد مرحوم

''راوی''۔۱۹۸۴

حمد

زباں پر ہے نام اُس حیات آفریں کا
جو خلاق و رزاق ہے عالمیں کا

ہے الحمد میرے لیے حرفِ آخر
یہی تو ہے سر رشتہ پائے یقیں کا

وہ رب المشارق۔ وہ رب المغارب
وہی نور ہے آسمان و زمیں کا

پہاڑوں کو روئیدگی اُس نے بخشی
ہرا ہے شجر اُس سے جانِ حزیں کا

وہی ظلمتوں میں دکھاتا ہے راہیں
سہارا ہے جو قلب اندوہ گیں کا

رسول اور نبی بھیج کر اُس نے تائب
کیا عام ادراک دنیا و دیں کا

حفیظ تائب

"راوی"۔۱۹۸۳

حمد

اپنی زباں میں ذکر کرے تیری ذات کا
شمع حرم ہو وہ کہ دیا سومنات کا

پائیں کسی مقام پہ تجھ کو کسی طرح
مقصود اور کیا ہے حیات و ممات کا

طے کر گیا حدود جو بود و نبود کی
تجھ سے ملا وہ ذرہ تری کائنات کا

تیری ثنا کے بعد بھی تیری ثنا ہی ہے
تیری صفات میں ہے جہاں شش جہات کا

تیرے حضور یوں ہی پہنچنے کی ہے اُمید
مجھ کو نجات سے ہے سوا غم نجات کا

کب تک رہے گا حیرتی روز و شب نظر
کب تک تجھے نہ آئے گا انداز بات کا

قیوم نظر

"راوی" اپریل ۱۹۶۷

حمد

دل غم دنیا کے ہاتھوں خوں فشاں ہے
تو کہاں ہے
رُخ پہ پھر اشکوں کا سیلاب رواں ہے
تو کہاں ہے
اے رگِ جاں سے قریں تر
فاصلے سے جلوہ افگن ہو
کہ میں کچھ دیکھ پاؤں
ثبت کر ماتھے پہ میرے
اپنے بوسے کا نشاں
اپنا دستِ غیب مرہم کی طرح دل پر اُتار
ریت کی دیوار کی صورت
ہوائے تند کی زد پر یہ عمر رائگاں ہے
تو کہاں ہے

خورشید رضوی

''راوی'' ۔۲۰۰۴

حمد

اے خوشنما
ہم مثالِ آدم جہاں سے گزرے
زمیں کو اپنا وطن بنایا
جدھر نظر کی، اُسے خوشی چمن بنایا
جو بے وطن تھا
وہ کھو گئے راہگیر بن کر
زمیں پہ بسنے کی بے وضع سی
لکیر بن کر
تجھے نہ دیکھا، تجھے نہ پایا
مگر گماں ہے کہ ہر ادا میں ظہور تیرا ہے
بدلتی رُت میں جو پھول آتے ہیں اُن سے
سارا سرور تیرا ہے!
اے خوشنما
ہم زمین زادوں کو اپنے ہونے کی معرفت دے
جو جان پائیں
تو نیک نامی کی منزلت دے!

جیلانی کامران

''راوی'' ۔۲۰۰۲

حمد

تو روبرو ہے، تو بات سنتا ہے
دیکھتا ہے
تو لفظ و معنی کے پردے پردے سے جھانکتا ہے
ہم ایک مدت سے
اپنا مقسوم ڈھونڈتے ہیں
جو لوحِ ہستی پہ لکھ رکھا ہے
ہم اس کا مفہوم ڈھونڈتے ہیں!
ہمارا ہر لفظ تیری جانب ہمارا خط ہے، جو
ان کہی خواہشوں نے لکھا ہے!
ان کہے لفظ..........
ان کہی خواہشوں کو تیرے سوا کوئی ہے،
جو پڑھ سکا ہے!
اگر تو مکتوب دیکھ پائے، تو خوشی نصیبی،
اگر ترا لطف بر نہ آئے
تو اپنی قسمت!

جیلانی کامران

''راوی''۔۲۰۰۱

حمد

جانِ تنہائی!
تغیر کے سمندر میں ترا دست دوام
نور کے مینار کی صورت مری ڈھارس بندھاتا ہے مدام
سب گزرتے جا رہے ہیں، کوہ و صحرا، خار و خس
وقت ہے، اور اعتبار اور جسم
پے در پے طلسم
اور ان کے درمیاں دل
ایک طائر ہے قفس اندر قفس

تیرے پرتو سے مگر اس کے لیے ذوقِ یقیں، اذنِ وجود
تیرا پرتو دم بہ دم، رو طلسم دیر و زود

عین شب میں صبحِ روشن کی نوید
تیرہ دروازوں کی نورانی کلید
تیرا اسم

ڈاکٹر خورشید رضوی

''راوی''۔۲۰۰۰

حمد

سپاس تیرا،

کہ تو نے تتلی کو رنگ کا انتشار بخشا

کہ تو نے گل کو مہک کے طوفانوں سے نوازا

کہ تو نے شبنم کو تابشوں کے نزول سے سو طرح نکھارا

اور اس وسیلے سے ہم کو احساسِ حسن دے کر،

خود اپنی پہچان کی مسافت کا سحر توڑا،

تری ستائش،

کہ تجھ سے ہفت آسماں نے وسعت کا فیض پایا،

کہ تجھ سے سیارگاں نے دم کا فروغ ڈھونڈا،

کہ تجھ سے شام و سحر نے گردش کی لذت بے حساب پائی

اور اس قرینہ سے، ہم کو اپنی صفات کا آئینہ دکھا کر

خود اپنی بے مثل ذات سے آگہی عطا کی!

ثنا بھی تیری،

کہ تو نے ہم پر ہماری قوت کی بیکرانی کا راز کھولا

کہ تو نے ارض و سما کی تسخیر کے سفر پر ہمیں ابھارا

کہ تو نے اس کائنات کو ہم سے ایک جولاں گہِ تمنا کے روپ میں

آشنا کرایا،

اور اس سلیقہ سے اپنی قدرت کی عظمتوں کا یقیں دلا کر

ہمیں خود اپنے ہی اقتدارِ محیط کا ترجماں بنایا

عارف عبدالمتین

''راوی'' ۔۱۹۸۲

حمد

خدایا یہاں چودہ سو سال کی منحنی سیڑھیوں پر
ترے نام کی برکتوں سے لہو کربلا کے سیہ پرچموں میں مہکتا رہا
خدایا کبھی ٹوٹتی ممٹیوں پر، دریدہ دلوں میں بھکاری کے
کشکول، بیوہ کی آنکھوں میں اڑتی ہوئی خون حسرت بھی گن
خدایا ہماری رگوں میں جوانی کی یہ سرخ دولت عفونت بھری نالیوں
میں ذخیرہ نہ ہو
ہماری ہی لاشوں پہ بہنوں کا، ماؤں کا گریہ کفن نہ بنے
خدایا تجھے دیکھ کر کیوں بصارت پہ جالے تنے ہیں
ترے لفظ برگد کے پیڑوں کے مانند کیوں بے ثمر ہیں
خدایا وہ ہاتھوں کو آنکھوں پہ رکھے ہوئے، ننگی راتوں کی تنہائی میں
ننھے معصوم بچوں کے کانوں میں پڑھتے رہے اپنے نبیوں کا کورس
خدایا یہ پیروں تلے کوئلوں کی تپش میں لپکتی ہوئی نارسا سی دعا
یہ سانسوں کی گرھوں کے پھندے میں الجھی تری ریزہ ریزہ شبیہ
خدایا میں گھوڑوں کی ٹاپوں میں اندلس کی روندی ہوئی سرزمیں ہوں
مری مورجاں کا سہارا ابھی بن

عبدالرشید

''راوی''۔ اپریل ۱۹۷۲

حمد

ولادت، موت، خاموشی،
شکست اور استواری، سب غنیمت ہیں
تجھے اب جانتا ہوں اور کہتا ہوں، میں خوش ہوں
تو مجھے جس حال میں رکھے
ترا ہونا مجھے معلوم ہی کب تھا
بزرگوں نے بتایا تھا
کہا تھا خوبرو ہے، اور بے انداز ہے، ہر سو ہے
اور ہر آنے والے اور گزرے وقت میں
موجود رہتا ہے۔
زمانے میں تجھے دیکھا،
مگر ذلت میں
اور لوہے کی جسموں کی سیہ آوارگی میں
اور سورج ڈوبنے پر ڈوبی لاچارگی میں
دیکھتا کس کو،
کسے کہتا کہ تو ہے وہ
جسے میں ڈھونڈتا ہوں کتنی صدیوں سے
مگر دیکھا
زمانے کی ہر ایک حرکت میں

راجہ فاروق حسن

''راوی''۔ مئی ۱۹۶۸ء

حمد

میرے مالک تیرے گیت سنا کرتا ہوں
میں حیرت سے گونگا ہو کر تیرے گیت سنا کرتا ہوں
تیری موسیقی کا جادو
دنیا کو روشن کرتا ہے
اس کونے سے اس کونے تک تیرا ہی سر گونج رہا ہے
تیری موسیقی کی لہریں
توڑ کے سب رستے کے پتھر
بہتی ہیں .... بہتی جاتی ہیں
میرے کان سے ٹکراتی ہیں
تڑپا ہے کتنا میرا دل
تجھ سے میں آواز ملاؤں پر آواز کہاں سے لاؤں؟
بولوں بھی تو سر کے بدلے آہ نکلتی ہے سینے سے
مالک تو نے میرے دل کو
اپنے اس سنگیت کے کچے دھاگوں سے
یوں باندھ لیا ہے۔ کچھ بھی میرا نہیں رہا ہے.........!
آنکھ میں آنسو آ جاتے ہیں فخر سے دل پھٹنے لگتا ہے

گیت سنانے کی فرمائش
مجھ سے جب تو کرتا ہے
میرے جیون کے سارے دکھ
پیارے کے سر میں گھل جاتے ہیں
یوں چاہت پر پھیلاتی ہے
جیسے پنچھی کوئی خوشی سے پانی کے اوپر اڑتا ہے
میں ہوں ایک مغنی تیرا
مجھے یقیں ہے میرے گیت تجھے بھاتے ہیں
آنکھ میں آنسو آ جاتے ہیں
میں کب تجھ کو پا سکتا ہوں
میرے گیت ہی ہیں جو اڑ کر دور کہیں آکاش سے آگے
تیرے چرنوں کو چھوتے ہیں
ان گیتوں میں ڈوب کے جیسے
اپنے آپ کو کھو دیتا ہوں
تیرا میرا رشتہ سا بن جاتا ہے.........!

رابندر ناتھ ٹیگور / شاہنواز زیدی
"راوی" ۔۱۹۹۲

مناجات

اے مولیٰ اے میرے آقا مجھ پہ کرم فرما

میں نے تیرا نام پکارا دن میں پانچوں بار
داڑھی مونچھ بھنویں سر صاف کرا کے بھاگم بھاگ
تیرے در پہ برہنہ پاؤں برہنہ جسم گیا
اک تیری آواز نہ آئی تو تھا کہاں چھپا
میں نے تو وادی وادی تجھ کو لبیک کہا
سانس کی ڈوری ٹوٹ رہی ہے نطق ہوا خاموش
سر پہ تیغ اجل لٹکی ہے پاؤں میں سیل فنا
میدانوں میں گلہ بانی کرتے بیتی عمر
اب تو پہاڑوں کی چوٹی سے اُتر کے سامنے آ

اے مولیٰ اے میرے آقا مجھ پہ کرم فرما

میں ہوں اسیر وہم و تشکک مجھ کو دے ایقان
میرا اب اس برزخ دل میں جینا ہوا وبال
میں وہ جزو جو کل سے بچھڑا مجھ کو تیری تلاش

تجھ سے تعلق ٹوٹ گیا تو میرا وجود محال
میں اندھا گونگا بہرا ہوں مجھ کو کہاں کا ہوش
میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو سیدھی راہ پہ ڈال
شیشۂ دل سے باطل کی تہ پھونک سے اپنی اڑا
اس میں نظر آئے جو اگر کچھ تو ہو ترا جمال
جاہ و حشمت عزت و دولت فقر کے سامنے ہیچ
مجھ کو اپنے در کا گدا رکھ میرا یہی سوال

اے مولیٰ اے میرے آقا مجھ پہ کرم فرما

رؤف انجم

اپریل ۱۹۷۲ء

پنجابی

حمد

انھیاں سوچاں دے وچ ڈبیاں کئی راتاں لنگھ گیاں
کسے بنائیاں نے ایہہ شکلاں یا آپے بن پیاں
مٹی، اگ، ہوا تے پانی کٹھے کر کے چارے
جدوں بنایا بت آدم دا، کتھے سن ایہہ سارے
کتھوں آیا کتھے پکیا، ایہہ خمیر اساڈا
کنیاں چکڑاں وچوں بنیا، ایہہ سریر اساڈا
پنجویں شے کیہڑی جس آ کے، مٹی آن بلائی
جس دے نال اضافے ہر شے، حرکت دے وچ آئی
پہلی صبح ہوئی کس ویلے، ہوئے کویں سویرے
کیہڑی شے نے وکھریاں ہو کے، کیتے دور ہنیرے
مٹی وچ ایہہ چانن کتھے، جیہڑی چمکاراں مارے
کیہڑے نور دیاں ایہہ چھٹاں، اڈ کے بنے ستارے
جد تک موجودات دا پردہ، نہ اگوں ہٹ جاوے
اصل حقیقت اس عالم دی، نظراں وچ نہ آوے

اعظم چشتی

''راوی'' ۱۹۹۲

حمد

تیریاں نعتاں دی حد نہ شمار سوھنیاں
گنہگاراں نوں دکھاویں توں بہار سوھنیاں
میری عقل ہووے دنگ تیرے رنگ ویکھ کے
عاصی بندیاں تے رحمتاں دے ڈھنگ ویکھ کے
کھلے رہن تیرے کرم دے دوار سوھنیاں
تیریاں نعتاں دی حد نہ شمار سوھنیاں
کدے کرم تیرا دسدا اپنی قہر بن کے
گھر اپنا ای ظالماں دا شہر بن کے
کدے قہر تیرا دسدا ای پیار سوھنیاں
تیریاں نعتاں دی حد نہ شمار سوھنیاں
کدے دین وچہ کسے نوں بھلائی اوھدی اے
کدے کھوھن وچہ اوس توں رھائی اوھدی اے
اساں ناقصاں نوں سوچ نہ وچار سوھنیاں
تیریاں نعتاں دی حد نہ شمار سوھنیاں

محمد سردار خاں

''راوی'' مارچ ۱۹۷۰

No wealth, no stones
No mansions, no thrones
Who wants them anyway.
I ask, I beg,
I crave respect,
That ounce of honour, iota of strength,
That spark of life, that castles have not.

Grant my wish O Lord
Lest Thy wish cease to be my command
& By you, if Thee pay Heed,
Thy Slave I am, My Master Thou art.
But if Thou Granteeth not my plea
Then a slave shall Thou seek, &
A master shall I.

Rabba Sachchya

Faiz
Translated by: S.M. Ali Abbas

O Mighty Lord
Thou Hadst ordained,
"Proceed O man! -
Thine is the kingdom of the Earth:
My Blessings, Thy wealth
Vice--Regency, Thy rank."
And then said I,
"Thy wish, my command,
Thy Promise, my trust."

Why didst then,
Thee not ask
What on me befell ?
In this "Blessed" Land of Thine,
Aggressors & brutes,
in stealth, in greed,
Usurped my rank,
Disgraced my breed,
Like sucklings in need
For me, my blood.......
..... My life - on it they feed.
Weak & dry,
Insentient, I lie,
Some King am I,

اردو

میں نعت لکھوں تو کیسے لکھوں

میں کیسے حرص و ہوس کو چھوڑوں لہو کے سارے طلسم توڑوں
ضرورتوں کے حجاب اُٹھا کر بڑے تحمل سے خود کو دیکھوں

مرے تو دل میں ہر ایک برائی نگینہ بن کر جڑی ہوئی ہے
میں کیسے ان پتھروں سے نمٹوں میں کیسے ان پتھروں کو نوچوں

مری تو رگ رگ میں مصلحت کوشیوں کی افیون رچ گئی ہے
میں کیسے کھل کر بصد ارادت کوئی خدا لگی بات کہہ دوں

ہے مجھ پہ خوفِ خدا سے بڑھ کر خدا کے بندوں کا خوف طاری
میں کیسے بجلی کی طرح لپکوں میں کیسے آواز حق اٹھاؤں

جو پوچھئے تو بڑی محبت' جو دیکھئے تو وفا سے خالی
میں کن فریبوں میں جی رہا ہوں میں کیوں نہیں توڑتا یہ افسوں

سوال آتا ہے جب عمل کا میں پیش کرتا ہوں عذر لاکھوں
میں اس جھمیلے سے کیسے نکلوں عمل کی توفیق کیسے پاؤں

مجھے تو اپنی گرفت میں ہیں لیے ہوئے چھوٹی چھوٹی باتیں

میں کیا بڑائی کے خواب دیکھوں میں کیا کوئی اونچی بات سوچوں
حقیقتوں کا تو ذکر ہی کیا خیال میرے نہ خواب میرے

میں بے یقینی کے کرب میں ہوں میں کم نگاہی کی مار میں ہوں
مجھے حقیقت پسندیوں نے بری طرح تنگ دل کیا ہے

میں کیسے اَن دیکھے راستوں پر عقیدتوں کے دیے جلا دوں
حضور ﷺ ہیں سرور دو عالم حضور ہیں زندگی کے محرم

ہو مجھ پہ ایسا کرم کہ میں بھی کسی تمنا کا بار اُٹھا لوں
مرے لہو میں بھی تیرتا ہے جمال حق کی گواہیوں کا

میں اُس سے اپنی حیات تیرہ کے گوشے گوشے میں نور بھر لوں
طلب کی منزل سے بے محابا گذرنا فطرت سی بن گئی ہے

مجھے شعور دعا عطا ہو میں کیا نہ چاہوں میں کیا نہ مانگوں
مجھے ہے اقرار اپنی کم مائگی کا اقرار میرے آقا ﷺ

میں بے خبر ہوں میں بے ہنر ہوں جو نعت لکھوں تو کیسے لکھوں

مشکور حسین یاد

''راوی''۔ ستمبر ۱۹۶۸

نعت گوئی

رسول پاک ﷺ کی مدحت کا دم بھرنا نہیں آساں
نہ ہو علمی فضیلت تو نہیں اس کا کوئی امکاں

اگر علمی فضیلت سے ہو محرومی تو جذباتی
صداقت ہو جو شعروں میں تو پھر بھی ہے سروساماں

اگر علمی فضیلت اور جذباتی صداقت میں
ہو یکسانی تو نعتِ مصطفیٰ ﷺ ہے شان کے شایاں

اگر دونوں کوائف سے مزاج نعت عاری ہو
تو ہو گا نعت میں تاثیر و حسنِ شعر کا فقداں

تعقل اور تعشق ہیں ضروری نعت کی خاطر
نہیں وہ نعت گو، جو ان محاسن سے ہوا ناداں

فقط ذکر مدینہ سے جو ہو اخلاص سے خالی
بیانِ نعت کا دعویٰ ہے یکسر خامیٔ ایماں

خدا سب مومنوں کو علم و عشق بیکراں بخشے
انہی اوصاف سے ہیں باز بستہ نعت کے ارکاں

ڈاکٹر حامد خان حامد

''راوی''۔ ۱۹۸۲

میلادِ حضور ﷺ

دکھوں کی تاریک رات انسانیت کے تذلیل کی سبب سے
سیاہی مائل لہو کی تقطیر کے سبب سے
نہ جانے کب سے
کچھ اور تاریک ہو گئی تھی
مہیب، تاریک، آبنوسی سیاہ عفریت نفرتوں کے
قساوتوں کے
قتاوتوں کے
عدالتوں کے
ضلالتوں کے
بہیمیت کے، نراجیت کے
پہاڑ جیسے فراخ و مہلک دعا نے کھولے
بشر کی بے پایاں وسعتوں کو
محبتوں کو

شرافتوں کو
نجابتوں کو
مثال برق سکوں ندیدہ
بسان برق زمیں رسیدہ
نگل رہے تھے، اگل رہے تھے
اگل رہے تھے، نگل رہے تھے
برہنہ پا قافلے بیابان بے اماں میں
بھٹک رہے تھے، بھٹک چکے تھے
نہ کوئی چشمہ، نہ کوئی سایہ، نہ کوئی زادِ سفر رہا تھا
بشر کہ مر مر کے جی رہا تا بشر کہ جی جی کے مر رہا تھا
عجیب آشوب حشر آثار چھا رہا تھا
بشر خود اپنی ہی آگ میں کسمسا رہا تھا
کہ دفعتاً پو پھٹی
کہ شہر بطحا کی ریگ در ریگ سرزمیں پر
بسیط فاراں کی چوٹیوں سے

طلوع مہر منیر و انوار کے ساتھ ہی تاشیوں کے سیل ہزار پہلو نکل کے

لپکے تو یک بیک

تیرہ و تار نفرتوں کے

ضلالتوں کے شقاوتوں کے

عداوتوں کے قساوتوں کے

بہیمیت کے‘ نراجیت کے

مہیب‘ تاریک‘ آبنوسی‘ سیاہ عفریت

ایک پل میں

مثال برق سکوں ندیدہ

بسان برق زمیں رسیدہ

عدم کے پاتال میں اتر کر

گزر گئے روشنی سے ڈر کر

سمٹ گئے اپنی موت مر کر

حضور ﷺ آئے تو ساتھ اپنے محبتوں کی نوید لائے

دکھی دلوں کے لیے وہ پیغام عید لائے

وہ افتتاح جہاں نو کی کلید لائے

انہی کے دم سے گلوں کے چہروں پر تازگی ہے

انہی کے دم سے گلوں سے شبنم کی دل لگی ہے

انہی کے دم سے خدائی سے ربط بندگی ہے

انہی کے دم سے تو ہم غریبوں کی زندگی ہے

حضور ﷺ ناطق‘ حضور سابق‘ حضور اول‘ حضور آخر

حضور ﷺ اصوب‘ حضور اسلم‘ حضور باطن‘ حضور ظاہر

حضور ﷺ اقدس‘ حضور اجمل‘ حضور احسن‘ حضور طاہر

حضور ﷺ احمد‘ حضور افصح‘ حضور قاسم‘ حضور ناصر

حضور ﷺ ماحی‘ حضور عاقب‘ حضور حامد‘ حضور حاشر

حضور ﷺ کے دم قدم سے

آب و گل ہے قائم

حضور دائم۔ حضور دائم

تحسین فراقی

”راوی“ ۔۱۹۸۱

نعتیہ فردیات

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سَر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

یا شمس نظرت الی لیلی چو بہ طیبہ رسی عرضے بہ کنی
توری جوت کی جھلمل جگ میں رچی، مری شب نے نہ دن ہونا جانا

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں، ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا، ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

(اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ)

نعتیہ شاعری میں عشق مصطفوی ﷺ کا اظہار اور جذبات محبت کی آئینہ داری ہر بوالہوس کا شعار نہیں بلکہ یہ خاصہ ہے خاصان بارگاہ مصطفوی ﷺ کا اور جناب شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ ان خاصان بارگاہ مصطفوی ﷺ میں بہت ممتاز ہیں۔ آپ کے یہاں منزل عشق کے تمام مدارج موجود ہیں۔ آپ نے اس راہ کو بڑی احتیاط سے طے فرمایا ہے۔ آپ کے ہاں فراق کا بیان بھی ہے اور فراق کی ستم رانیوں کا ذکر بھی۔ دیارِ محبوب کا اشتیاق بھی ہے اور درِ محبوب پر عرض بھی فرما رہے ہیں لیکن تقدیس وتکریم کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا اور یہی وہ خصوصیت ہے جو جناب رضا قدس سرہ کو تمام نعت گو شعراء میں اس طرح ممتاز کرتی ہے، جس طرح علم شریعت وطریقت میں آپ کا مقام دیگر علمائے کرام میں بہت ارفع واعلیٰ ہے۔

حافظ نذیر احمد کدھروی

''راوی''۔۱۹۹۴

مدحت

اے کہ تو ''احمدِ'' انجیل و ''احیدِ'' تورات
کس قلمکار کو یارا کہ لکھے تیری صفات

بسکہ امت کو کرے آتش دوزخ سے تو دور
تجھے ''حائذ'' بھی پکاریں ترے مداح ثقات

جفل و جامع و جواد و حلیم و حماد
راشد و صاحبِ ارشاد و ولیِ حسنات

حاتم و ہاشمی و حرز و حسیب و حرمی
منحمنا و مشیخا و رفیع الدرجات

صاحب منظر مشہود و مقام محمود
صادق و اصدق و مصدوق و مصدق تری ذات

تیرا ہر قول و عمل تابع مرضات اللہ
کرے ہر حال میں تو ذات احد کا اثبات

بت پرستوں کو کرے قائل یکتائی رب
مثلِ معمارِ حرم، سر شکنِ لات و منات

کی دُعا اس کی براہیم نے مکہ کے لیے
قوتِ اقوات بلاشبہ ہے رزق ثمرات

بخش کر معرفت نفس بشر کو توڑے
سحر سالوس و اساطیر و طلسمِ طامات

اور اوہام پرستی کو اکھاڑے جڑ سے
کہ ہے ادراکِ حقائق ہی سر و برگ حیات

روح کے سوت کھلے فیض نظر سے تیرے
اور سینوں سے دھلی گرد شکوک و شبہات

تیری صحبت سے ہوئے بہرہ ورِ ذوق جہاد
زندگی کو جو سمجھتے تھے کتاب الغزلات

تو ہے کہسار تجھے کون ہلا سکتا ہے؟
زندگانی ہے تری سلسلہ صبر و ثبات

مثل یزداں تو بھی ہر آن نئی شان میں ہے
روز افزوں ہیں مراتب ترے، تیرے درجات

روز افزوں ہیں یہ اقصائے جہاں آپ سے آپ
تیرے آثار، معارف ترے، تیرے اثرات

ہے تری ملک یمیں، مملکت دانش و دیں
سرورِ ہر دوسرا، تاجور موجودات

تجھ سے اجرام فلک کسبِ ضیا کرتے ہیں
اے کہ تو لمحہ لمحات سراج مشکات!

تو ہے پیغمبر کُل کافتہ للناس
حال و مستقبل و ماضی پہ ترے احسانات

تو تلاوت کرے جس وقت باواز بلند
جوق در جوق تجھے سننے کو آئیں جنات

صاحب برد یمانی ہے تو اے مزمل!
مجھ سے چپکے سے کہی رکن یمانی نے یہ بات

جس کو روضے کی ملے خدمت جاروب کشی
راکب مرکبِ ایام ہو وہ خوش اوقات

بول آہستہ کہ آرام میں آئے نہ خلل
اس ادب گاہ میں مطلوب ہے غض اصوات

ارتعاش اس کا کیا میں نے بھی محسوس، اب تک
مرتعش ہے ترے خطبے سے فضائے عرفات

یا حبیبی! تری اُمت کا ہر اک فرد تجھے
متصل بھیجے تحیات و سلام و صلوات

باندھے رکھتا ہوں میں احرام محبت ہر دم
نہیں معلوم مجھے کیا ہیں حدود میقات

تپش دل کا کروں کیسے بیاں، قاصر ہیں
میرے جذبات کی اظہار سے میرے ابیات!

عبدالعزیز خالد

''راوی''۔۱۹۹۶ء

''میں مسلماں ہوں''

''میں مسلماں ہوں'' کے عنوان سے احمد ندیم قاسمی کی ایک نعتیہ نظم کے سات اشعار ہفت روزہ اخبار ''تہذیب نسواں'' لاہور، جلد ۴۵، نمبر ۴۸ کے صفحہ ۷۶۸ پر ۲۸ نومبر ۱۹۴۲ء کی اشاعت میں چھپے۔ احمد ندیم قاسمی کی یہ دلآویز نظم، اردو کی نعتیہ شاعری کے کسی جائزے یا انتخاب میں میری نظر سے نہیں گزری۔ یہ قاسمی صاحب کے کسی شعری مجموعے میں بھی موجود نہیں، خود قاسمی صاحب کے حافظے تک میں محفوظ نہیں۔ اس نظم کا ایک شعر ''مال عرب پیش عرب'' کے مصداق میں نے انہیں لکھ بھیجا تو جواباً قاسمی صاحب نے ۳۱ مئی ۱۹۸۰ء کے گرامی نامے میں تحریر فرمایا کہ:

''آپ نے میری کسی پرانی نعتیہ نظم کا ایک شعر لکھا تو سرشار کن مسرت ہوئی۔ یہ شعر یقیناً میرا ہے مگر اس کے بعد کے اشعار قطعی یاد نہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ اشعار کب اور کہاں شائع ہوئے۔''

احمد ندیم قاسمی نے جب یہ نظم کہی تو وہ چوبیس پچیس برس کے جوان رعنا رہے ہوں گے۔ ''میٹھے خواب'' دیکھنے کی اس عمر میں نوجوان قاسمی نے جس گداز اور آہنگ کے ساتھ رقت قلبی اور جوش ایمانی سے یہ نغمہ چھیڑا ہے، وہ ان کے جذب دروں اور تلاطم باطنی پر گواہ ہے اور ان کی خوش توفیقی اور بخت کی بلندی کا مظہر بھی۔ اب کوئی چالیس برس بعد اس نظم کو بار دگر پیش کرنا سعادت بھی ہے اور تحدیث نعمت بھی۔

(ڈاکٹر سید معین الرحمان)

نعت

سنبھل جاؤ غلام رحمتہ للعالمیں ﷺ ہوں میں
یتیم مکہ کے خوان کرم کا ریزہ چیں ہوں میں

مسلماں ہوں، مرے ہاتھوں میں ہیں تقدیر کی باگیں
خدا کے آخری پیغام اعظم کا امیں ہوں میں

اٹھا ہے گرد صحرائے مدینہ سے خمیر اپنا
سپہ سالار دنیا قافلہ سالار دیں ہوں میں

مرے آقا ﷺ کی خاطر نیستی سے یہ جہاں ابھرا
چمن آرائی عالم کی وجہ اولیں ہوں میں

یقیں ہے میری مشت خاک میں آہن کی قوت ہے
یقیں باقی نہیں مجھ میں تو سمجھو کچھ نہیں ہوں میں

محمد ﷺ سے خدا کا عہد ہے میری شفاعت کا
بفضل رب اکرم مالک خلد بریں ہوں

ندیم اس رات میں نے کتنا میٹھا خواب دیکھا تھا
کہ ادنیٰ خادم درگاہ ختم المرسلیں ﷺ ہوں میں

احمد ندیم قاسمی

''راوی''۔۱۹۸۱

عجز

مجھے جستجو تھی

ازل سے مجھے اپنی ہی جستجو تھی
میں اپنی تلاش مسلسل میں کھویا ہوا
دور تک تابہ حد ابد خاک چھانا کیا
مجھ کو لیکن خبر کوئی اپنے وجود سراب آفریں کی میسر نہ آئی
میں نایافت کے دشت میں قرن با قرن گھوما کیا
تشنگی ریگ سوزاں کی صورت مجھے لمحہ لمحہ جلاتی رہی
اور شاداب آسودگی کے خنک پانیوں کی تمنا مرے دل میں ہر آن محشر جگاتی رہی

یہ سب ماجرا ہے مری ذات سے ماورا عالم رنگ و بو کا
مگر میں تو اپنے تجسس کے ہاتھوں کچھ اس درجہ مجبور تھا
میں نے اپنے ہی اندر کے سب ہفت خواں بھی پر اسرار انداز سے طے کیے
اَن گنت دشت انگیز اور جانگسل سی مہموں کو بھی سر کیا
لیکن اپنے اس ہونے کا مفہوم مجھ پر کسی مرحلے پر نہ روشن ہوا
میں نے داخل کی ساری سیاحت کے دوران میں بیکلی کے جہنم کی موجودگی کا

تماشا کیا

تماشا جسے تجربے کی نہایت کا حاصل کہیں!

پھر تو اچانک مجھے مل گیا

میں نے دیکھا تجھے

میں نے سمجھا کہاں، صرف احساس کی انگلیوں سے ٹٹولا تجھے

اور رحمت کے اس بیکراں سے سمندر کی مانند پایا تجھے

جس میں، میں اپنی ہستی کا ننھا سفینہ لیے ایسے اترا

کہ جیسے کوئی سندباد اپنے بحری سفر پر روانہ ہوا ہو

مجھے اس سفر کی بدولت وہ گوہر ملے جن کی آب اپنے ثانی کی حامل نہیں

مجھے اس سفر کے حوالے سے اس تشنگی کا مداوا ملا

جس سے روح و بدن پر تمازت کی شدت قیامت بنی جا رہی تھی

مجھے اس سفر کے وسیلے سے وہ ساحل آشنائی میسر ہوئی

جس کو خود آگہی، کائنات آگہی اور خدا آگہی کا دلآویز، بے مثل سنگم کہیں

میں وہ لفظ لاؤں کہاں سے کہ جن سے سپاس دل و جاں کا اظہار ہو

میں وہ حرف پاؤں کدھر سے کہ جن سے تیری عظمت بے نہایت کا اقرار ہو!!

عارف عبدالمتین

"راوی"۔ ۱۹۸۱

تلاش

کیا حسیں گنبد و محراب ہیں، لیکن مرا دل

ڈھونڈتا ہے وہی مٹی کے مکاں

چھت پہ وہی عودِ نخیل

اور دروازوں پہ حجروں کے سیہ اون کے موٹے پردے

ڈالنا چاہتا ہوں سر پہ وہی خاکِ ریاضِ جنت

پے بہ پے جس میں وہ تابندہ قدم آتے تھے

ہائے وہ سادہ سا منبر ہے کہاں

رشک سے جس کے ہوئی گریہ کُناں حنانہ

میرا دل صورتِ غربال ہے، یادوں سے فگار

چھاننا چاہتا ہے خاکِ بقیع

جس میں ہیں اتنے ستارے کہ فلک پر بھی نہیں

اے احد تجھ سے محبت ہے مجھے

اے احد تجھ سے محبت تھی میرے مولا ﷺ کو

اے احد تجھ کو محبت تھی مرے مولا ﷺ سے

اے احد آج بھی دامن میں ترے
وہی ہیبت حمزہؓ کا جلالِ نفسِ بازپسیں
جیسے اک شیر کی آنکھ
کسی روبہ پہ ٹھہر جائے، حقارت لے کر
شاہراہیں وہ حسیں ناگ جو نگلے ہوئے ہیں
کتنے نشیب اور فراز
جن سے وابستہ مرا کھویا ہوا حافظہ ہے
رلاتی ہے مجھے چشم تصور کی بھی نابینائی
کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ کہاں کیا کیا تھا
تف ہے اے چشمِ تصور تجھ پر
اشک بہتے ہیں تو بہنے دے کہ ان آئنوں میں
شاید اسی گزرے ہوئے وقت کی تصویریں ہوں
جو مرے دل سے گزرتا ہی نہیں

ڈاکٹر خورشید رضوی

"راوی" ۔ ۲۰۰۱

نعت

رخشندہ ترے حسن سے رخسار یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

ہر کام ترا ہم قدم گردش دوراں
ہر جادہ تری رہگذر خلد بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام وہی بات حسیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقش کف پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتم دوراں کا درخشندہ نگیں ہے

آیا ہے ترا اسم مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

"راوی" ۔ ۱۹۸۱

نعت

نور تیرا ہے سر آغازِ حیات

تجھ سے ہر قدرِ حسیں کا اثبات

تجھ پہ ہر آن درود و صلوٰت

اے جمالِ عمل اے شانِ سخن

ذکر تیرا رہے عنوانِ سخن

رشکِ گلشن ہو بیابانِ سخن

طبعِ سادہ میں ترا رنگ آئے

دلنوازی کا مجھے ڈھنگ آئے

نعت میں کوثری آہنگ آئے

کس زمانے کا خواب دیکھا ہے

روئے رحمت مآب دیکھا ہے

جلوۂ الکتاب دیکھا ہے

گُم نبی ﷺ کی وِلا میں رہتے ہیں

اک منزہ فضا میں رہتے ہیں

حلقۂ مصطفیٰ ﷺ میں رہتے ہیں

سبز گنبد جو روبرو ہوتا

اشک سے ہر گھڑی وضو ہوتا

نور ہی نور چار سو ہوتا

اے گلِ نو بہارِ محبوبی

رونق لالہ زارِ محبوبی

آپ ہیں شاہکارِ محبوبی

حفیظ تائب

''راوی'' ۔۲۰۰۳

نعت

بیدار تھا شب کہ خواب میں تھا
دیکھا کہ میں اُس جناب میں تھا

میں اس کے حضور خود سے غافل
اک عالمِ اضطراب میں تھا

ہوش اِس کا نہ دل کو تھا دمِ دید
کیا سامنے کیا نقاب میں تھا

ہر ذرہ تھا ہمکلام مجھ سے
اِک سحر اس آب و تاب میں تھا

روشن تھا جمالِ دوست سے دل
خورشید کا عکس آب میں تھا

سینے میں تھی سرخوشی کہ جیسے
مہتاب رواں سحاب میں تھا

ضیاء جالندھری

''راوی'' ۔۲۰۰۲

نعت

پہنچا ہوں روبروئے حرم صاحبِ حرم
فرمائیے نگاہ کرم صاحبِ حرم
ہر دم توجہات کا طالب دل نزار
محتاج لطف دیدہ نم صاحبِ حرم
سامان اشک و آہ میسر ہو ہر گھڑی
کیف و سرور یوں ہوں بہم صاحبِ حرم
خلق خدا ہے نت نئے آشوب سے دوچار
رحمت مآب، میر امم، صاحبِ حرم
امت حضور ﷺ کی ہے عجب ابتلاؤں میں
پیہم ہے اس پہ یورش غم صاحب حرم
دست دعا اٹھائیے ملت کے واسطے
ٹوٹے حصار کرب و الم صاحبِ حرم
تائب ہوا ہے طالبِ رحمت جناب سے
ہو اب تو سدّ باب ستم صاحبِ حرم

حفیظ تائب

''راوی'' ۔۲۰۰۰

نعت

میرے احساس کے دریا میں روانی تجھ سے
اے گل جاں! مرے ہونے کی نشانی تجھ سے

موسم گل بھی ترا فصل خزاں بھی تیری
میری آواز کے صحراؤں میں پانی تجھ سے

تجھ سے ہی میری تمناؤں نے وسعت پائی
آنکھ کے رنگ، سماعت کے معانی تجھ سے

تجھ سے آنکھوں نے لیا رنگ پرکھنے کا ہنر
لفظ کی جادوگری نطق نے جانی تجھ سے

تو جو چاہے تو سمندر کو کنارا کر دے
خاک کے بخت میں پیدا ہو گرانی تجھ سے

امجد اسلام امجد

''راوی''۔۱۹۸۱

نعت

ہستی کی راہوں میں اگر ہم رخ سوئے خورشید کریں
اپنے تیز قدم سایوں کو پابند تقلید کریں

حسن روایت کے ابلاغ کامل کی تدبیر یہ ہے
جو ہیں پاک نبی ﷺ کے پیرو ہم ان کی تقلید کریں

ہادیٔ اعظم ﷺ کی امت کہلانے کے حقدار وہ ہیں
جو دنیا میں رشد و ہدیٰ کے باب نئے تسوید کریں

شرع پیمبر ﷺ کا وارث ہونے کا جن کو دعویٰ ہے
مکر و ریا کے بت خانوں میں اعلان توحید کریں

جو فرماں بردار نبی ﷺ ہیں عشق انہی کا صادق ہے
جن کا عشق ہے صادق جعفر بخشش کی امید کریں

جعفر بلوچ

''راوی''۔۱۹۸۱

نعت

مدینہ نگینہ ہے عرشِ بریں کا
دیا حق نے رتبہ زمیں کو نگیں کا

چھٹا جس سے در خواجہ مرسلیں ﷺ کا
رہا پھر نہ دنیا کا وہ اور نہ دیں کا

پڑھا سورہ سورہ کتابِ مبیں کا
خزانہ ہے ایمان کا چشمہ یقیں کا

طلب علم کی دل میں رکھو ہمیشہ
سفر خواہ کرنا پڑے ملکِ چیں کا

نہ لوں اب تو میں ہفت کشور کی شاہی
ملا در مجھے خاتم المرسلیں ﷺ کا

شرافت محبت امانت دیانت
نشاں ہے جہاں میں یہی مومنیں کا

ہوئی آپ ﷺ سے روشنی شش جہت میں
نشانِ قدم چاند ہے چودھویں کا

دیا لطفِ خاص اس کو فقر نبی ﷺ نے
بڑھا مرتبہ کتنا نانِ جویں کا

بتدریج دنیا کا ہر بھید کھولا
سکھا کر زمانے کو اسلوب دیں کا

حجازِ مقدس کی کیا پوچھتے ہو
بہشت ایک گوشہ ہے اس سر زمیں کا

مدینہ کہ ہے زینتِ ارضِ عالم
ہے نام ایک شہرِ جمیل و حسیں کا

نظیر اُن ﷺ کے دربار میں ہے رسائی
ثنا خوانوں میں نام ہے کمتریں کا

اصغر حسین خان نظیر لودھیانوی

''راوی''۔۱۹۸۳

نعت

بے مثل ہے کونین میں سرکار ﷺ کا چہرا
اللہ نما ہے شہِ ابرار ﷺ کا چہرا

دیکھیں تو دعا مانگیں یہی یوسفؑ کنعاں
تکتا رہوں خالق ترے شہکار کا چہرا

اے مطلبی پھول! بہاروں کے پیمبر
کھلتا ہے ترے نام سے گلزار کا چہرا

خورشید حلیمہؓ! تری مشتاق ہیں آنکھیں
بھاتا نہیں اب ماہِ ضیا بار کا چہرا

اے خلد! کروں گا ترا دیدار بھی، لیکن
اس دم ہے نظر میں ترے مختار ﷺ کا چہرا

والشمس کی یہ واوِ قسم کہتی ہے مڑ کر
بے داغ رہا شاہ ﷺ کے کردار کا چہرا

جلوؤں سے ہو معمور نہ کیوں دل کا مدینہ
آنکھوں میں ہے اس مطلعِ انوار کا چہرا

دورانِ شفاعت وہ سکوں بخش دلاسے
بے فکر ندامت ہے گنہگار کا چہرا

کھلتا ہی گیا پھول کی صورت دمِ پرسش
اترا نہیں دیکھا ترے بیمار کا چہرا

پوچھا جو یہ سائل نے کہ کیا چیز ہے احسن
صدیقؓ نے برجستہ کہا: یار کا چہرا

اترے پسِ مرگ اس کی زیارت کو فرشتے
نکھرا وہ ترے طالبِ دیدار کا چہرا

جھپکے جو نصیر آنکھ دمِ نزع تو یارب
پتلی میں پھرے احمدِ مختار ﷺ کا چہرا

سید نصیر الدین نصیر گیلانی

''راوی''_۱۹۸۱ء، ۱۹۹۴ء

نعت

جس کا وجود رشد و ھدیٰ کا جمال ہے
یٰسیں خصال ہے مرا طٰہٰ جمال ہے

جوہر ہے اس کا سیدِ لولاک ﷺ کا ظہور
دنیائے آب و خاک میں جتنا جمال ہے

ہوں گے سدا وجود و عدم جس سے فیضیاب
میرے رسول ﷺ کا ابد آراء جمال ہے

باطن میں بھی اسی کی ہیں جلوہ طرازیاں
جس فرد کا جہاں میں ہویدا جمال ہے

وہ جس سے کائنات بشر کا ہے اعتبار
میرے حضور ﷺ کا نظر افزا جمال ہے

ہر حسن اس کے حسنِ توازن کی ہے عطا
وہ ماہِ آمنہ ﷺ کہ سراپا جمال ہے

تیرہ شبی میں میرے قدم ڈولتے نہیں
تائب نظر میں وہ سحر آسا جمال ہے

حفیظ تائب

''راوی''۔ ۱۹۹۷

نعت

مدینے کی طرف جاتے ہوئے گھبرا رہا تھا
وہ دہشت تھی کہ دل سینے سے نکلا جا رہا تھا

مثالِ فردِ عصیاں تھی کتابِ عمر رفتہ
کوئی مجھ میں تھا جو صفحے الٹتا جا رہا تھا

بلاوے پر یقیں تھا اور قدم اٹھتے نہیں تھے
کوئی سیلِ الم آنکھوں میں اُمڈا آ رہا تھا

ہر اک بولا ہوا جملہ ہر اک لکھا ہوا لفظ
لہو میں گونجتا تھا اور قیامت ڈھا رہا تھا

اور ایسے میں درود پاک نے کی دستگیری
وہی جو منشائے ہر دعا بنتا رہا تھا

بہت نامطمئن آنکھیں اچانک جاگ اٹھیں
کوئی جیسے دلِ کم فہم کو سمجھا رہا تھا

مدینہ سامنے تھا' منتظر تھا در سخی کا
دلِ آزردہ اپنے بخت پر اترا رہا تھا

دعا بعد از دعا' سجدہ بہ سجدہ' اشک در اشک
میں مشتِ خاک تھا اور پاک ہوتا جا رہا تھا

افتخار عارف

''راوی''۔ ۱۹۹۸ء

نعت

سبیل ہے اور صراط ہے اور روشنی ہے
ایک عبد مولیٰ صفات ﷺ ہے اور روشنی ہے

کتاب و کردار ساتھ ہے اور روشنی ہے
درود جزوِ صلوٰۃ ہے اور روشنی ہے

میان معبود و عبد میثاق نور کے بعد
نظر میں بس ایک رات ہے اور روشنی ہے

حضور ﷺ غارِ حرا سے بیت الشرف میں آئے
بس اِک یقیں ساتھ ساتھ ہے اور روشنی ہے

حضور ﷺ مکے سے جا رہے ہیں کتاب کے ساتھ
کتابِ کل کائنات ہے اور روشنی ہے

حضور ﷺ مکے میں آ رہے ہیں کتاب کے ساتھ
کتاب ہی میں نجات ہے اور روشنی ہے

رفیق اعلیٰ کا حکم ہے اور کتاب دائم
ابد تک اب اُن ﷺ کی ذات ہے اور روشنی ہے

غلامی افتخار عارف پر مہر خاتم
ثبوت فرد نجات ہے اور روشنی ہے

افتخار عارف

''راوی''۔۲۰۰۴

نعت

ہم اس کا نقش پا بھولے ہوئے ہیں
خداوند! یہ کیا بھولے ہوئے ہیں

چلو پھر لوٹ جائیں اس طرف کو
جدھر کا راستہ بھولے ہوئے ہیں

ہماری آنکھ شرمندہ ہے اس سے
ہم آئین وفا بھولے ہوئے ہیں

اسے دیکھیں تو یاد آتا ہے ہم کو
کہ ہم تو مدعا بھولے ہوئے ہیں

گھرے ہیں تنگناؤں میں کچھ ایسے
سمندر کی ہوا بھولے ہوئے ہیں

سر ساحل ضرور اتریں گے اک دن
پرندے راستہ بھولے ہوئے ہیں

قسم ہم کو عطا شیریں لبوں کی
بیاں کا ذائقہ بھولے ہوئے ہیں

عطاء الحق قاسمی

''راوی''۔۱۹۸۱

نعت

کون و مکاں میں تو ہی بڑا ہے خدا کے بعد
درکار کچھ نہیں مجھے تیری رضا کے بعد

آیا دعا میں نام جو خیرالانام ﷺ کا
تاثیر مسکرا اٹھی حرف دعا کے بعد

مولا ہے گر کریم، تو تو بھی کریم ہے
ایسے میں ڈر نہیں مجھے اپنی خطا کے بعد

خواہش سے بھی فزوں ترے در سے ملا مجھے
دل مطمئن ہے اب تری جود و عطا کے بعد

پہنچے جہاں حضور ﷺ وہاں روشنی گئی
شاہد ہے غار ثور بھی غار حرا کے بعد

کر دوں نثار دین محمد ﷺ پہ کوثری
گر اور زندگی ملے مجھ کو قضا کے بعد

شاہد کوثری

''راوی''۔۱۹۸۱

نعت

ذکر اللہ، لب پہ، دم دم
عشق احمد ﷺ دل میں، ہر دم
صلی اللہ علیہ وسلم

میرا ہادی، کامل انساں
فخر انساں، نورِ مجسم
صلی اللہ علیہ وسلم

میرا مولا، شافع محشر
تابع اس کے ہر دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

جب سے اس سے لو لگی ہے
آنسو برسیں چھم چھم چھم چھم
صلی اللہ علیہ وسلم

ملت پہ اب وقت پڑا ہے
دیں گے ڈھارس شاہِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر آغا یمین

''راوی''۔۱۹۸۱

نعت

وہ جن کا ذکر باعث تسکین جاں ہوا
ان سا کوئی زمانے میں پیدا کہاں ہوا

اس گنبد فلک کے در و بام گونج اٹھے
کیا اسم تھا کہ خلق کے ورد زباں ہوا

تاریکیوں نے راہ نہ دی جب تو خود بخود
میری زباں پہ اسم محمد ﷺ رواں ہوا

حرف الوہیت تھا مگر عرش پر رقم
قرآں تو جب بنا کہ وہ تیری زباں ہوا

ہیں عرش و فرش زمزمہ خواں تیری نعت میں
مجھ سا گناہگار بھی رطب اللساں ہوا

سید حسن طاہر

''راوی''۔۱۹۸۱ء

نعت

دل میں ہر دم اُلفتِ شاہِ مدینہ ﷺ چاہیے
خیر و خوبی کا ہمیں بھی یہ خزینہ چاہیے

سلسلہ ہو جاں نثارانِ نبی ﷺ کا تا ابد
یوں اشاعت عشق کی سینہ بہ سینہ چاہیے

اتباعِ سنتِ ختم الرسل ﷺ کی شکل میں
شافعِ محشر ﷺ سے نسبت کا قرینہ چاہیے

بحرِ پاداشِ عمل میں ہے یہی راہ نجات
رحمۃ للعالمینی کا سفینہ چاہیے

کچھ نہیں اس کے سوا اس قلبِ مضطر کا علاج
یاں شفا کے واسطے خاکِ مدینہ چاہیے

رفعتِ خیرالامم تک فیض جانے کے لیے
انتسابِ ہادیٔ اعظم ﷺ کا زینہ چاہیے

حافظ فیض رسول

''راوی''۔۱۹۸۴ء

نعت

سرکار ﷺ کے قدموں میں ہوا لے گئی مجھ کو
میں چل نہیں سکتا تھا اڑا لے گئی مجھ کو

سامانِ سفر کا کبھی سوچا ہی نہیں تھا
یہ تو کششِ نور خدا لے گئی مجھ کو

کیوں آپ کے الطاف سے محروم رہوں میں
یہ بات سرِ بابِ عطا لے گئی مجھ کو

یہ باتِ حقیقت ہے کہ سلطان کرم ﷺ کی
رحمت تھی جو دوزخ سے بچا لے گئی مجھ کو

طیبہ سے بہت دور کہیں سویا ہوا تھا
اک خواہش بیدار جگا لے گئی مجھ کو

میں ساحلِ دریائے عنایت پہ کھڑا تھا
اک موجِ کرم اٹھی بہا لے گئی مجھ کو

آقا ﷺ سے ملاقات کوئی کھیل نہیں تھا
قسمت نے مرا ساتھ دیا لے گئی مجھ کو

جاں دینی تھی سرکار ﷺ کی دہلیز کرم پر
اس بار وہاں میری وفا لے گئی مجھ کو

منیر قصوری

''راوی''۔۱۹۸۵

نعت

یہ کیا زمانہ ہے ہر طرف بس مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں
ہم اس زمانے میں جی رہے ہیں، یہ تیرے غم کی کرامتیں ہیں

وہ ساری باتیں جو تجھ سے پہلے کہانیاں ہی کہانیاں تھیں
تری زبان سے ادا ہوئیں تو حقیقتیں ہی حقیقتیں ہیں

سکھائے تو نے جہان والوں کو سچے جیون کے سب قرینے
کتابِ ہستی کے سرورق پر لکھی ہوئی تیری رحمتیں ہیں

دلوں کو ویرانیوں سے آقا بچائے رکھیں گی تیری یادیں
تری محبت میں رونے والوں کے حق میں کتنی بشارتیں ہیں

محمد اجمل نیازی

''راوی''۔۱۹۸۶

نعت

اپنی رحمت سے ہوں جس شخص پہ مائل آقا ﷺ
آپؐ کے در کا وہی ہوتا ہے سائل آقا ﷺ

عظمتیں اس لیے کونین میں قرآں کو ملیں
کہ بیاں کرتا ہے وہ تیرے فضائل آقا ﷺ

قافلہ دل کا اگر آپ ﷺ کی جانب ہو رواں
کیسے ہو سکتی ہے دنیا کہیں حائل آقا ﷺ

تیرے عشاق میں خالق کو تفوق یہ ہے
صرف وہ جانتا ہے تیرے فضائل آقا ﷺ

دیکھ کر جن کو ہوا خالق یکتا بے خود
کبھی دکھلائیے ہم کو وہ شمائل آقا ﷺ

بے وسیلہ ترے ﷺ دربار میں آیا نہ کوئی
اس کو لاتے ہیں مودت کے وسائل آقا ﷺ

آیتیں جس قدر اللہ نے نازل کی ہیں
ان کی تعبیر و براہین و دلائل آقا ﷺ

کیا خبر دید کے عالم میں عطائیں کیا ہوں
آپ کی یاد سے سلجھے ہیں مسائل آقا ﷺ

طارق زیدی

''راوی''۔ ۱۹۹۸

نعت

ذکر احمد ﷺ زباں پہ جب آیا
غم کے صحرا میں مل گیا سایہ

بے سکونی کا دور دورہ تھا
آپ ﷺ کے نام سے سکوں پایا

زندگانی میں اس ﷺ کے نام کروں
زندہ رہنا ہے جس نے سکھلایا

تیرہ بختوں کی رہبری کے لیے
روشنی کا پیامبر آیا!

علم و حکمت کی خوشبوئیں دے کر
ذہن انساں کو تو نے مہکایا

اس کے رستے میں چاند اتریں گے
اسوۂ پاک جس نے اپنایا

نعت حضرت ﷺ کا فیض ہے عظمیٰ!
شاعری کرنا جس ﷺ نے سکھلایا

عظمیٰ بتول

''راوی''۔ ۱۹۹۹

نعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم!

میں آج جو بھی کچھ کہوں
یہ آپ ہی کی نوازشیں ہیں
یہ آپ ہی کا تو معجزہ ہے
جو آپ مجھ پر کرم نہ کرتے
تو آج میں جس جگہ کھڑا ہوں
وہاں نہ ہوتا
میں آسمانوں کے خواب کیا دیکھتا
مرے پاؤں کے تو نیچے زمیں نہ ہوتی
وجود میرا کہیں نہ ہوتا
یہ میری ہستی کہیں نہ ہوتی
بس اک کرم مجھ پر اور کیجے
کہ میری سانسوں کی آمد و شد کو
ارتقا کا لباس دے کر
نجابتوں کا شعور دیجئے
رفاقتوں کا سرور دیجئے

حفیظ صدیقی

''راوی''۔۱۹۸۱

پنجابی

گل شروع کتھوں کراں

گل شروع کتھوں کراں تے مکاں کیہڑے ڈھنگ
حرف سہم کے کھلوتے قط قلماں دے رنگ
پینڈے نعت والے اوکھے، پندھ عاجزی دے سوکھے
گم سم تشبیہاں ۔ لگے لفظاں نوں زنگ
سبھے فلسفے تریہہ گئے، علم چپاں وچ لہہ گئے
ہوش اڈ پڈ کہہ گئے، لبھ لکھتاں دے انگ
لکھ لکھتاں ویہائیاں، رئیاں روحاں تریہائیاں
گنگ ساریاں ردیفاں سارے قافیئے وی تنگ
سوچ کرماں سواری، اڈ اڈ تھک ہاری
اوہدے رنگ اگے ڈھٹھے سبھے رنگ بدرنگ
نویں نگھے اسلوباں، جلی پائی مجذوباں
کوئی چارے نہ چلے، سینے لہہ گئی ترنگ

او جو آمنہؓ دا جایا اوہدا انت ای نہ پایا

حرف نعت دے وی کو کے ''پوری ہوئی نہ امنگ''

''ن'' سک دا نیہورا' ''ع'' عشق دا بلورا

''ۃ'' پٹ دی ڈھنڈورا' میری ٹٹ چلی ونگ

لفظ لفظ سنگ میلاں' چل بیڑی تے ٹھیلاں

اوہدے نام سہارے ڈاہڈا ہو کے دبنگ

اوہدا گنبد خضرا دیکھاں افقاں دے اوہلے

وجے دل دے نگر وچ دور کتے مردنگ

دن اوس دا کڑتا' رات کملی اے کالی

جے توں در دا سوالی خیر دونواں دی منگ

اوہدا نام چتاراں' لوں لوں وچ اگن

رگ رگ وچ پگن ''اللہ ھو'' والے چنگ

میرے دیس توں مٹھی عرشیں نہر نہ کوئی

بس ایس توں مٹھی اوہدے حوض دی کنگ

اوہدے ہتھ کماناں' سبھے اوہدیاں جاناں

چھسکے ازل ابد توں' اوہدا پیار خدنگ

میرا کیہ سی ٹھکانا' میں نے ایناں ای جاناں

اوس رکھ لیئیاں شرماں' اوس ڈھک لیے ننگ

کناں علماں نوں گاکھاں اوہدی نعت کنویں آکھاں

جدھے در جبریلؑ اک ادنیٰ ملنگ

جیہڑی نعت من وسے جے میں نعت او کہہ لاں

تے میں خاک ہو جاواں اوہدا بن کے پتنگ

اوہدی نعت آشفتہؔ پراں عرشاں نوں کھیپے

پھکے لگدے نیں یارا کائنات دے رنگ

سلطان محمود آشفتہ

''راوی'' ۱۹۹۴ء

نظر کرم دی

یاداں دی لو دے وچ بہہ کے
یاد کراں
توں دھرتی توں،
گھپ ہنیر امار مکایا
چانن دا اوہ بوٹا لایا
سبھاں پایا چانن تیری رحمت دا
تیرا ذکر ہمیشہ کردے
تارے، چن، اسمان
توں سبھناں دی جان
توں چانن دھرتی دا،
پھلاں دی خوشبو
چار چفیرے وسدی رسدی
تیری اک حیاتی
توں سبھاں توں عالی
تیری یاداں پل پل آون

خوشبواں دے جھوٹے دیون
جے ویکھاں میں اج سمے دی اکھ دے تل نوں
سینے سڑ بل جاون
ہر پاسے،
کالا، گوڑھا بدل
رحمت دے پانی دی چھٹ نوں
ترسن ازلاں والے
بندے عاجز بندے
کیکن آکھاں
آکھ سکاں ناں
سر تے بھار گناہاں والا چکی پھردے
نظر کرم دی
صلی اللہ علیہ وسلم

محمد منیر لاہوری

"راوی"۔۱۹۸۱

نعت

تیرے لکھاں روپاں دے وچ، اکو روپ نوں دیکھاں میں
توں اوہ بندہ جنہوں سوچ کے، ہر پل رب نوں سوچاں میں

ون سونے اکھر لیک کے، دل دی تختی پوچ لئی
تیرے ناں دے اکھر لیکاں، لیک کے کدے نہ پوچاں میں

توں ازلاں دا راہی، جس دی منزل ابدوں اگے اے
تیرے قدماں وچ اکھیاں دے، سچے موتی رولاں میں

تیری شکل دکھائی دیوے، ویکھاں میں جس پاسے وی
تیری بات لباں تے آوے، جس ویلے وی بولاں میں

تیرے وانگ اونھاں دے دکھڑے، پاواں اپنی جھولی وچ
لوکی سون گھراں دے اندر، غارِ حرا وچ جاگاں میں

ہور کسے دے دل سر اتے، کدے نہ سیس نوائے دل
تیرے بوھے تے نت جاواں، لے کے سدھراں آساں میں

جہڑی کتاب نوں توں پڑھوایا، پڑھنا اوھدا پڑھنا اے
انج تے پڑھ پڑھ عمر وھاتی، لکھ ہزار کتاباں میں

عارف عبدالمتین

''راوی''۔ ۱۹۹۷

نعت

جنے وی وصف کریمی نیں جے کریے غور حضور ﷺ دے نیں
ہر چنگی گل حضور ﷺ دی اے سب اچے طور حضور ﷺ دے نیں

ہر دور دے دُکھاں دا دارو موجود حضور ﷺ دی سیرت وچ
ہن ختم نبوت ہو چکی، ہن سارے دور حضور ﷺ دے نیں

اوہ نور مدینے مکے دا وچ مشرق مغرب پھیل گیا
سب قاہرہ، قرطبہ، غرناطہ، بغداد، لہور حضور ﷺ دے نیں

اسیں چنگے مندے جو کجھ ہاں، ساڈا مان حضور ﷺ دی نسبت ہے
سب ہیرے، پتھر، موتی، منکے، کچ، بلور، حضور ﷺ دے نیں

خورشید جیہڑے دل دے اندر آ عشق نبی ﷺ ڈیرا کیتا
اوس دل دے داغ نیں چن ورگے، او غار ثور حضور ﷺ دے نیں

ڈاکٹر خورشید رضوی

''راوی''۔ ۱۹۹۶

نعت

لولاک لما ہے شان اس دی سوہنا دو جگ دا جو والی اے
اوہدے عرشی فرشی چاکر نیں اوہدا رتبہ فہم توں عالی اے

اوہدا مکھڑا سوہنا نورانی اوہدی صورت سیرت لاثانی
اوہنے میم دا برقعہ پایا اے موڈھے رکھدا کملی کالی اے

اوہدے حسن دی حد نہ کوئی اے کرے دلبر بن دلجوئی اے
اوہو مرکز عشق اویسیؓ دا اوہو محور درد بلالیؓ اے

جدوں رحمتاں والا آیا سی ساری خلقت جشن منایا سی
پتا پتا جھکیا ادب اندر نیویں ہوئی ڈالی ڈالی اے

ہے نبیاں دا سردار وی اوہ نالے رب دا جانی یار وی اوہ
اوہدے در تے جبرائیل آ کے بنے ادنیٰ جیہا سوالی اے

اوہدے مدح خواناں وچہ ناواں جی کرے نوشاہی لکھوا داں
سانوں حاصل ہووے عشق اوہدا جیہدی جندڑی ایہہ متوالی اے

حسن نوشاہی

''راوی''۔۱۹۹٦

نعت

نگاہواں وچ در طیبہ دی انج تصویر وسدی اے
کہ جیوایں چودھویں دی رات نوں تنویر وسدی اے

میں جد لکھنا واں نعتاں استعارے رقص کر دے نے
معطر جذبیاں توں شعر دی تاثیر وسدی اے

مرے دل توں زیادہ پاک کیڑی چیز ہووے دی
مرے دل وچ رسول پاک ﷺ دی توقیر وسدی اے

ترے الطاف دے صدقے، بڑی خوشیاں دے ڈیرے نے
ترے اکرام دے واری، مری جاگیر وسدی اے

اوہ دل کناں مبارک اے جدھے ساہواں دی گرمی وچ
قرآن پاک دی تحریر تے تفسیر وسدی اے

تری اکھ دے اشارے وچ مری خوشیاں دے مسکن نے
تری پلکاں دی جنبش وچ مری تقدیر وسدی اے

مسعود ہاشمی

''راوی''۔۱۹۸۱

تبصرہ

کتاب: شاعرِ نعت راجا رشید محمود   مصنف: ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ

ناشر: الجلیل پبلشرز اُردو بازار لاہور   قیمت: ۲۰۰ روپے

ڈاکٹر سلطان محمد شاہ، جی سی یونیورسٹی لاہور میں تدریسی فرائض ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے اُردو، علوم اِسلامیہ اور تاریخ میں ایم اے کے علاوہ ڈاکٹریٹ بھی کر رکھی ہے۔ اور جس شخصیت کے فن پر زیرِ نظر کتاب لکھی گئی ہے اس کے بارے جتنا بھی کہا جائے کم ہے۔ راجا رشید محمود کا پورا خاندان نعتِ رسول مقبول ﷺ میں مصروف ہے اور یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ راجا صاحب نے منثور اور منظوم نعت میں جتنا کام کیا ہے۔ شاید تاریخ میں اس قدر کسی نے نہ کیا ہوگا۔ آپ کی تخلیقات، تراتیب، تداوین اور تحقیقات کے صفحات کو اگر شمار کیا جائے تو شاید گننے میں دقت ہو۔ کیونکہ یہ صفحات ہزاروں کی تعداد میں بکھرے ہوئے ہیں۔

زیرِ تذکرہ کتاب راجا رشید محمود کے 18 اُردو مجموعہ ہائے نعت کا علمی و تحقیقی جائزہ ہے۔ ان کتب کی فہرست درج ذیل ہے۔ ورفعنا لک ذکرک۔ منشورِ نعت۔ سیرتِ منظوم۔ مدیحِ سرکار ﷺ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ فردیاتِ نعت۔ کتابِ نعت۔ سلامِ ارادت۔ نعت۔ حدیثِ شوق۔ ۹۲۔ شہرِ کرم۔ قطعاتِ نعت۔ مخمساتِ نعت۔ تضامینِ نعت۔ حرفِ نعت۔ اشعارِ نعت۔ منظومات

۵۳۶ صفحات کی اس کتاب میں مضامین و موضوعات اور زبان و بیان کے حوالے سے بڑی بھرپور بحث کی گئی ہے اور ایسے ایسے نکتے اُٹھائے گئے ہیں اور انہیں احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے کہ شاید یہ موضوعات اتنی وسعت اور تفصیل سے آج تک تنقیدی لحاظ سے ذکر نہیں کیے گئے ہوں گے۔

مجھے راجا رشید محمود کی ذات اور اُن کے کام پر رشک آتا ہے اور میں ہمیشہ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت مجھے بھی ان جیسا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(سہ ماہی ''عقیدت'' سرگودھا فروری اپریل ۲۰۰۵ء۔ مبصر: شاکر کنڈان)

''مولانا خیر الدین اور ان کی نعت گوئی''

کے بارے میں چند آرا

عبدالعزیز خالد

''آپ نے فی الواقع تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

ملتے ہیں اہلِ فن میں، بس اتفاق ہی سے
نکتہ شناس ایسے، روشن خیال ایسے''

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

''آپ نے جس محنت، کاوش اور تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اتنی عظیم علمی و ملی شخصیت کے حالات کو بڑی جامعیت کے ساتھ آپ نے اس نمبر میں جمع کر دیا ہے۔ باپ اور بیٹے کے عقائد و نظریات میں بُعد المشرقین کو آپ نے آشکار کیا تو قرآنِ مجید کی اس آیت کا مفہوم ایک اور انداز میں سامنے آیا۔ سچ فرمایا۔ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی۔ عقائد حقہ سے روگردانی کرنے والے چلتے پھرتے مُردے ہی تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے مولانا خیر الدین کے سراسر خیر کارناموں اور علمی و عملی کاوشوں کو نمایاں کیا۔ پرچہ اتنا دلچسپ اور چشم کشا تھا کہ جب تک اسے ختم نہیں کر لیا، سویا نہیں۔

صبیح رحمانی

''مدت سے کئی اہل علم مولانا خیر الدین کی نعتیہ شاعری کا ذکر مجھ سے کرتے رہے مگر کسی کے پاس ان کی شاعری یا ان کی دیگر کتب نہیں تھیں۔ آپ نے مولانا کی زندگی، علمی خدمات اور نعتیہ شاعری کے گوشوں کو ایک مرتبہ پھر علمی و تحقیقی دُنیا میں روشن کر دیا ہے۔

''نعت'' کا یہ شمارہ اپنی حوالہ جاتی اہمیت کے باعث پسند کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

''مولانا خیر الدین اور ان کی نعت گوئی''
کے بارے میں چند آرا
عبدالعزیز خالد
''آپ نے فی الواقع تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔
ملتے ہیں اہلِ فن میں، بس اتفاق ہی سے
نکتہ شناس ایسے، روشن خیال ایسے''
صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری
''آپ نے جس محنت، کاوش اور تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اتنی عظیم علمی و ملی شخصیت کے حالات کو بڑی جامعیت کے ساتھ آپ نے اس نمبر میں جمع کر دیا ہے۔ باپ اور بیٹے کے عقائد و نظریات میں بُعد المشرقین کو آپ نے آشکار کیا تو قرآنِ مجید کی اس آیت کا مفہوم ایک اور انداز میں سامنے آیا۔ سچ فرمایا۔ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی۔ عقائد حقہ سے روگردانی کرنے والے چلتے پھرتے مُردے ہی تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے مولانا خیر الدین کے سراسر خیر کارناموں اور علمی و عملی کاوشوں کو نمایاں کیا۔ پرچہ اتنا دلچسپ اور چشم کشا تھا کہ جب تک اسے ختم نہیں کر لیا، سویا نہیں۔
صبیح رحمانی
''مدت سے کئی اہل علم مولانا خیر الدین کی نعتیہ شاعری کا ذکر مجھ سے کرتے رہے مگر کسی کے پاس ان کی شاعری یا ان کی دیگر کتب نہیں تھیں۔ آپ نے مولانا کی زندگی، علمی خدمات اور نعتیہ شاعری کے گوشوں کو ایک مرتبہ پھر علمی و تحقیقی دُنیا میں روشن کر دیا ہے۔
''نعت'' کا یہ شمارہ اپنی حوالہ جاتی اہمیت کے باعث پسند کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

مولانا خیر الدین مرحوم کی مظلوم ترین شخصیت
اور راجا رشید محمود کا قلم صداقت آفریں

برصغیر کے مشہور قوم پرست راہنما جناب ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین کے حالاتِ زندگی اور علمی کارنامے زیادہ تر پردۂ اخفا میں رہے ہیں۔ ان کے حالات مختلف تذکروں میں ملتے تو ہیں مگر انتہائی منتشر حالت میں۔ ابوالکلام آزاد چونکہ اپنے والد گرامی کے فکری، نظریاتی اور روحانی مشرب سے ہٹ چکے تھے اس لیے انہوں نے گاہے گاہے ان کا ذکر کیا بھی تو پشیماں پشیماں۔ ایک آدھ بار ان کا خاندانی تعلق جوش میں آیا ہے تو انہوں نے مولانا خیر الدین کے دفاع میں قلم اٹھایا ہے۔ جب بیٹا ہی باپ سے بغاوت کر بیٹھے تو دوسروں کو کیا پڑی تھی۔ بلکہ دوسروں نے تو ابوالکلام کی مدح سرائی کرتے ہوئے بھی جناب مولانا خیر الدین مرحوم پر اپنا مسلکی اور فکری غصہ نکالنے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلہ میں اپنا علمی مقام و مرتبہ بھی بھول گئے جوان سے سررشتۂ اعتدال کو قائم رکھنے کا تقاضا کرتا تھا۔ استاذ العرب والعجم مولانا خیر الدین کے حالاتِ زندگی کے ساتھ تمام تر زیادتی اپنی جگہ، اُن کے نعتیہ کلام کو بھی نگاہوں سے اوجھل کر دیا گیا اور ایسا منفی پروپیگنڈا کیا گیا کہ لوگ مولانا خیر الدین کو ایک ملائے مکتبی سمجھ بیٹھے۔

اس دورِ ناپرساں میں مشہور محقق، نعت گو شاعر اور ماہنامہ نعت کے مدیر جناب راجا رشید محمود کی انتہائی فکری اور علمی کاوش ماہنامہ نعت کے فروری ۲۰۰۵ کے خصوصی شمارہ "مولانا خیر الدین اور ان کی نعتیہ شاعری" کے حوالے سے سامنے آئی تو ذہن و فکر یکبارگی چونک اُٹھے۔ مولانا خیر الدین کے بارے میں بہت کچھ جاننے کے باوجود ایسا لگا کہ حقائق اور

صداقتوں کی ایک دُنیا نگاہوں سے اوجھل تھی۔ اور پھر جناب راجا رشید محمود نے مولانا خیر الدین کی نعتیہ شاعری کی اشاعت کا اہتمام کر کے ان کی نظریاتی پختگی، محبتِ رسول ﷺ اور مقاماتِ رسالت سے کماحقہٗ آگاہی کا ایسا بھرپور تاثر بخشا ہے جو کبھی لوحِ دل سے مٹ نہیں سکے گا۔

راجا رشید محمود ایک طویل عرصہ سے تصنیف و تالیف اور تحقیق و جستجو کی دُنیا میں مصروف کار ہیں۔ ماہنامہ "نعت" کے اجرا سے بھی بہت پہلے وہ ملت اسلامیہ کے نظریاتی حصار کو مضبوط تر کرنے کے لیے اپنی تمام تر علمی اور ادبی صلاحیتیں وقف کر چکے تھے۔ ماہنامہ نعت کے اجرا نے اس سلسلہ کو تیز تر کر دیا۔ انہوں نے عام شماروں کے علاوہ یکے بعد دیگرے خصوصی اشاعتوں کا ایسا سلسلہ پیش کیا جو ہر دور میں فکر نعت کے حوالے سے سفر کرنے والے رہ نوروں کے لیے منزل آشنائی کے اسباب مہیا کرتا رہے گا۔ محترم ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ نے "شاعرِ نعت" پیش کر کے اس بلند فکر شاعر، ادیب، محقق، مفکر اور دانشور کی صلاحیتوں کو ارمغانِ محبت پیش کرنے کی نہایت خوبصورت سعی کی ہے۔ ایسی سعی جو عہدِ حال کو جگمگاہٹ بخش کر اس کی وساطت سے دورِ استقبال کی فکری راہنمائی کرنے کا اہتمام کرے گی۔

راجا رشید محمود نے مولانا خیر الدین پر قلم اُٹھاتے ہوئے کسی مدح نگار کا قلم استعمال نہیں کیا اور نہ ہی بے جا طرفداری کا تاثر دیا ہے۔ کہیں بھی "مدلل مداحی" کی سمت کا ہلکا سا اطلاق دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ صفحے صفحے پر، بلکہ ایک ایک پیراگراف اور بعض مقالات میں تو سطر سطر میں حقائق کی روشنی بکھیر دی ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے توصیف نگاروں سے زیادہ معائب نگاروں کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔ اور لوگوں کے جھوٹ اور دروغ نویسی کے تار و پود بکھیر دیئے ہیں۔ ان میں بعض "بڑے نام" بھی ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت

ہے کہ بڑے لوگ ہی بڑی غلطیاں کرتے ہیں۔ یہ غلطیاں ان لوگوں سے غیر دانستگی میں نہیں ہوئیں بلکہ انھوں نے نظریاتی اور مسلکی تعصب میں سب کچھ کیا ہے۔ جب بیٹا ہی عظیم باپ کی پگڑی اتارنے پر تل جائے تو دوسرے کیا نہ کرتے۔ انہوں نے معائب نگاری کے بھاری پتھر اُٹھائے اور مولانا خیرالدین مرحوم کو نشانہ بنالیا۔

راجا رشید محمود کے حقیقت نگار قلم نے مسلسل حقائق کو جان بوجھ کر مسخ کرنے والوں کا تعاقب کیا اور سچائی کا نور انھی کی تحریروں سے برآمد کر کے چھوڑا ہے۔ اختتامیہ میں فاضل محقق نے روحانی کرب کا اظہار کرتے ہوئے دو صفحات (۱۰۸۔۱۰۷) میں حضرت مولانا خیرالدین مرحوم کے ساتھ ہر ممکن زیادتی روا رکھنے والوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے۔ چند سطور نذرِ قارئین ہیں۔

''اگر (مولانا خیرالدین کی) اولاد میں سے کوئی غیر معمولی ذکاوت کا حامل تھا اور بوجوہ اپنے والد سے مختلف راستے کا راہی بنا تو کیا اس کے لیے یہ بھی ضروری ٹھہرا کہ وہ اپنے والد کے حالات نہ لکھے، خود کو شاعر کہلوانے کے شوق میں والد کی شاعری ہی کو تسلیم نہ کرے۔ اور پھر والد کی دین سے گہری وابستگی اور محبت کی دشمنی میں ہندوؤں کا تابع مہمل بن جائے۔ والد کا دینی تشخص اور علمی تفحص اسے غیر مسلموں کو منبر رسول (ﷺ) پر بٹھانے، ان سے مدرسوں، مسجدوں کا افتتاح کروانے اور ان کو خوش کرنے کے لیے تفسیری ''اجتہاد'' پر اکسائے۔ اسے اپنے والد کی محبت رسول ﷺ تحفظِ ناموسِ رسالت کی کوششوں سے ناپسندیدگی، اس کے مخالف جادے پر گامزن کر دے۔ یہ کیا کہ والد اگر اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی فقرہ، لفظ یا شوشہ برداشت نہ کرنے کی غیرت ایمانی رکھتا ہو تو بیٹا قادیانیوں سے ربط ضبط قائم کر لے''۔

یہ پیراگراف کیا ہے خون کے آنسو ہیں جو حضرت راجا رشید محمود کے قلم حقیقت رقم

سے ٹپکے اور ہر صاحب ایمان کے دل و دماغ پر لرزہ طاری کر گئے۔ راجا رشید محمود نے مولانا خیرالدین مرحوم کو برصغیر پاک و ہند کی مظلوم ترین شخصیت لکھا ہے۔ اور فقط لکھا نہیں بلکہ سچائی کے روئے منور پر ڈالے گئے کذب کے سیاہ نقاب کو چاک کر کے عملی و علمی طور پر دکھا دیا ہے کہ خدا اگر کسی کو علم و فکر، تحریر و تقریر، افتاء و تصنیف اور تبلیغ دین کی ایسی صفاتِ حسنہ عطا کرے تو پھر ایسی اولاد بھی عطا کرے جو اگر باپ کے علمی کارناموں کی اشاعت کا اہتمام نہ کر سکتی ہو تو کم از کم اپنے باپ کے مقام و مرتبہ کو ٹھوکروں پر رکھنے کے سلسلے کا آغاز تو نہ کرے۔

راجا رشید محمود بلاشبہ ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔ ربِ کریم ان کی اس فکری کاوش اور تحقیقی عمل کو منظور فرمائے کہ انھوں نے کسی سلطان یا حکمران کی وکالت نہیں کی بلکہ ایک درویش خدا مست، عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور انتہائی صحیح العقیدہ صاحبِ ایمان کی صحیح نظریاتی تصویر عہدِ حاضر کے سامنے پیش کرنے کی نہایت کامیاب قابلِ قدر اور لائق صد احترام کوشش کی ہے۔

پروفیسر محمد اکرم رضا
(گوجرانوالا)

قطعۂ تاریخ

(سالِ رحلت)

راجا غلام محمدؒ

والد ماجد مکرمی راجا رشید محمود

سالِ رحلت : ۱۹۸۸ء

۱۴۰۸ھ

درخشانیٔ فکر و اکمالِ کردار

۸ ۸ ۹ ۱ء

رہا ابطالِ باطل میں وہ کوشاں — خدا نے اُس کو بخشی استطاعت
فروغِ حق تھا اس کا مقصدِ زیست — وہ خوش قسمت تھا، وہ تھا باسعادت
وہ اخلاص و یقیں کا پیکرِ خوب — وہ تھا من جملۂ اہلِ صداقت
خدا کے نیک بندوں کا ولا دار — محبِ کبریا وہ جانِ رحمت
خدا سے اجر پائے گا یقیناً — جو اُس نے کی ہے دینِ حق کی خدمت
محمد ﷺ کی غلامی کا وہ داعی — ٹھکانا اُس کا ہے گلزارِ جنت

کہا سالِ وصال اُس مردِ حق کا

"کمالِ مہرِ تابانِ حقیقت"

۸ ۰ ۴ ۱ ھ

"خادمِ خدامِ مدینۂ طیبہ"

۵ ۲ ۴ ۱ ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال)

قندیلِ حرا

(مجموعۂ نعت)

نعت نگار .... **تنویر پھولؔ**

ناشر .... جہانِ حمد پبلی کیشنز

تنویر پھولؔ بُستانِ نعت کے عندلیب خوش نوا ہیں۔ والہانہ شیفتگی اور فدا کارانہ جذباتی وفکری نسبت غلامی جو انہیں آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سیدی و مولائی محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے، قابلِ دید ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نجم الہدیٰ (بھارت)

تنویر پھولؔ کی شاعری کا عرصہ ساڑھے چار دہائیوں سے زیادہ پر مشتمل ہے ان کا کلام ایک عرصے سے رسائل جرائد اور اخبارات کی زینت بنتا رہا ہے۔ ان کی دینی شاعری میں حُسنِ کلام، تاثیر اور دلکشی اپنی انتہائی حدوں تک موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد صابر

تنویر پھولؔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں قرآن فہمی سے بھی آشنا ہیں اور احادیث و سیرت سرکار ﷺ سے بھی آگاہ ہیں۔ اس لئے ان کی نعت میں جا بجا قرآن کے حوالے، جذبے کی سچائی اور عقیدت کی رعنائی موجود ہے۔

جمیل عظیم آبادی

تنویر پھولؔ نے حمد و نعت دونوں اصناف پر بھرپور توجہ کی ہے بلکہ وہ ہمیشہ یہی تبلیغ کرتے رہے ہیں کہ حمد بھی ضروری ہے اور نعت بھی ضروری ہے۔ تنویر پھولؔ کے لئے یہ بڑا اعزاز ہے کہ ان کے دو نعتیہ اور ایک حمد یہ مجموعے شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری غلو سے کوسوں دور ہے اور یہی شاعر کے لئے سب سے بڑی کامیابی ہے۔

طاہر سلطانی

Monthly "Naat" Lahore
LRL 157

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

مُحَمَّدٍ ﷺ

وَعَلٰی اٰبَآئِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ

اور ان کے آباءِ عظام، آلِ اطہار اور صحابۂ کرام

(رضی اللہ عنہم) پر درود، سلام اور برکت بھیج